

## فکر ابن تیمیہ کی اشاعت میں نواب صدیق حسن خاں کی مساعی

Efforts of Nawab Şiddiq Ḥasan Khan in Dissimination of  
Ibn Taymiyyah's Ideology

\* ڈاکٹر محمود احمد

## Abstract

Ibn Taymiyyah (661-728) is one of the most dynamic and seminal personalities in the history of Islam. Born in an age which was characterized by large number of distortions and riots in the Muslim society, he struggled hard to revive Muslim society through inward animation and re-interpretation of its values in the light of a new spirit of *ijtihād* (interpretation of law) based on direct recourse to the *Qur'ān* and the *Sunnah* of Prophet Muhammad (PBUH). He came to be hailed as the *mujaddid* of his age whose thoughts influenced not only his contemporaries in the Muslim heartlands but reached far beyond.

After Shah Wali Ullah, the most powerful advocate of Ibn Taymiyyah's ideology was Nawab Sayyid Muhammad Şiddiq Ḥasan Khan (1832-1890), a veteran scholar and prolific writer from Bhopal. He strove hard to propagate Ibn Taymiyyah's ideas and, moreover, to remove misunderstandings by presenting them in their proper historical perspective. His *Ittiḥāf al-Nubalā*, *Abjad al-'Ulūm*, *Tiqṣūr Juyūd al-Ahrār* and *al-Tāj al-Mukallal* contain eloquent tributes to Ibn Taymiyyah's contribution to Islamic thought. He considered him and his pupil *Hāfiẓ Ibn Qayyim* as the *mujaddids* of the seventh century AH. Nawab Şiddiq Ḥasan Khan had *Nu'mān Ālūsī's Jalā' al-'Aynayn* published in Cairo. He strengthened the ideological prominence of Ibn Taymiyyah by undertaking the publication of a number of works which either elucidated his thought or provided ideological arguments for defending his religious views. Nawab Şiddiq Ḥasan Khan also concentrated his attention on rejection of *taqlīd*, return to the *Qur'ān* and *Ḥadīth* as sources of law, and rejection of *bid'at*. He was in touch with the 'Ulamā of *Ḥadīth* in Yemen and through them would keep himself fully informed of the numerous works of Ibn Taymiyyah and his distinguished followers. Nawab Siddique Hassan Khan was himself not only a king but also a great reformer of his age. His contribution about revival and reformation of Islamic society is also admirable. This article is a brief study of struggles of Nawab Şiddiq Ḥasan Khan for promoting and dissiminating the thoughts of Ibn Taymiyyah in the Indian historical context.

**Keywords:** Ibn Taymiyyah, Nawab Şiddiq Ḥasan Khan, Role of Nawab Şiddiq Ḥasan Khan in promotion of Ibn Taymiyyah's thought.

امام شیخ الاسلام ابو العباس تقی الدین احمد بن عبد الحلیم رحمہ اللہ (۶۶۱ھ - ۷۲۸ھ / ۱۲۶۳ء - ۱۳۲۷ء)، جو کہ ابن تیمیہ کے نام سے معروف ہیں عظیم مجدد اسلام تھے، ان میں مجدد کی تمام صفات بدرجہ اتم موجود تھیں، انہوں نے اپنے عظیم کارناموں اور کار اصلاح و تجدید کی بناء پر عظیم مصلح و مجدد کا لقب پایا۔ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کو ان کے فضل و کمال علم کی بناء پر مجتہد مطلق اور عظیم مجدد قرار دیا گیا۔ ان کی مجددیت دین کا اندازہ ان کی شہرہ آفاق تصانیف کے مطالعہ سے کیا جاسکتا ہے۔ انہوں نے ایسی وقیع اور شان دار

کتب تصنیف کیں کہ جس کسی کو استفادہ کا موقع ملا وہ انہی کا ہو کر رہ گیا۔ ان کے قریباً تمام ہم عصر اور مابعد علماء نے ان کے مجدد ہونے کی صراحت کی ہے، ہر صاحب و دشمن نے آپ کی وسعت علمی کو تسلیم کیا اور اس بحر زخار کو بہت سی عبقری و مجدد شخصیات نے بھی مجدد و مصلح عظیم کے القاب سے نوازا۔ ان کی مساعی جلیلہ کا دائرہ بہت زیادہ وسیع ہے، انہوں نے مختلف جہات و میدان میں اصلاح و تجدید کا فریضہ سر انجام دیا اور اپنے معاشرے کی خرابیوں اور فسادات کا خوب قلع قمع کیا۔ چونکہ آپ کی فکر ہمہ جہت فکر تھی اسی وجہ سے آپ کی فکر آپ کی زندگی ہی میں دنیا کے اطراف و اکناف میں پھیل گئی اور برصغیر میں بھی آپ کی فکر نفوذ پذیر ہوئی اور یہاں کے عبقری علماء و مصلحین نے اس فکر سے بہت فائدہ اٹھایا اور یہاں کے فساد و بگاڑ کی خوب اصلاح کی۔

برصغیر کے عظیم مجدد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے بھی اس فکر سے استفادہ کیا اور ان کے بعد برصغیر کی بہت سی اہم شخصیات نے فکر ابن تیمیہ سے استفادہ کیا، اور بہت سے اہل علم و فضل آئے جنہوں نے یا تو ابن تیمیہ کی فکر کو شائع کروایا، ان کی سیرت و افکار پر کچھ لکھا، مسائل میں ان سے موافقت کی، ان کی تحسین میں لکھا، افکار و نظریات میں ان سے متاثر ہوئے، ان کے دفاع میں لکھا اور ان کی فکر و عمل کو عام کرنے میں اپنا کردار ادا کیا۔ شاہ ولی اللہ نے گو کہ فکر ابن تیمیہ سے استفادہ کیا اور ابن تیمیہ سے بعض مسائل میں موافقت کی، ان کے نظریات کی تائید کی اور ان کا دفاع کیا لیکن اس سے عموماً علمی حلقے ابن تیمیہ سے پوری طرح متعارف نہ ہوئے تھے کہ برصغیر کی انتہائی اہم شخصیت نواب محمد صدیق حسن خاں کی وجہ سے یہاں کے لوگوں کو معارف ابن تیمیہ سے شناسائی ہوئی۔

**نواب محمد صدیق حسن خاں قنوجی، بھوپالی: (۱۲۳۸ھ-۱۳۰۷ھ/۱۸۳۲ء-۱۸۹۰ء)**

**مختصر تعارف:** محمد صدیق حسن خاں بن سید اولاد حسن قنوجی اپنے آبائی وطن قنوج کے رہنے والے تھے۔ پانچ برس کی عمر میں یتیم ہو گئے، اثاثہ البیت میں صرف اجداد کی کتابیں ورثہ میں ملیں۔ ابتدائی تعلیم محلہ کے مکتب سے اپنے برادر کبیر سید احمد حسن عرشی سے حاصل کی، پھر فرخ آباد میں کتب درسیہ پڑھیں۔ مزید حصول علم کے لیے دہلی روانہ ہوئے۔ وہاں ایک سال ۸ ماہ رہ کر صدر الافاضل مولانا صدر الدین (م ۱۸۶۸ء) سے اعلیٰ تعلیم حاصل کی، ۲۱ سال کی عمر میں علوم متداولہ سے فراغت کے بعد ۱۸۵۳ء میں اپنے وطن قنوج واپس آ گئے، پھر تلاش معاش کی فکر دامن گیر ہوئی۔ اس سلسلے میں بھوپال پہنچے اور ۳۰ روپے ماہانہ منشی گیری کی ملازمت ملی۔ پھر میر دبیر کا عہدہ سوئپ دیا گیا، کچھ دیر بعد ملازمت سے معزول کر دیے گئے۔ لہذا قنوج واپس آنا پڑا، یہاں پہنچے، چند ایام گزرے تھے کہ ۱۸۵۷ء کے غدر میں ملک میں بد امنی پھیل گئی۔ آپ کا علاقہ بھی متاثر ہوا۔ چنانچہ ہجرت کر کے بلگرام آ گئے۔ یہ زمانہ انتہائی کسمپرسی اور افلاس میں گزرا۔ جب حالات معمول پر آئے تو دوبارہ قنوج آ کر گھر والوں کو وہاں چھوڑ کر تلاش معاش کے لیے دوبارہ بھوپال کا سفر کیا لیکن ملازمت نہ ملی اور ٹوٹک چلے گئے۔ وہاں ۸ ماہ قیام کیا لیکن یہاں کے طرز معاشرت سے دل برداشتہ ہو گئے۔ لہذا ۱۸۵۹ء میں تیسری مرتبہ بھوپال گئے اور وہاں ریاست کی تاریخ نگاری کی خدمت تفویض کی گئی۔ حالات کافی بہتر ہو گئے تو والدہ اور بہنوں کو بھی بلالیا اور مستقل سکونت اختیار کر لی۔

**عقد اول:** مدار المہام منشی جمال الدین خاں نے جو ریاست بھوپال کے نائب اول تھے آپ کی علمی صلاحیت اور علم و فضل سے متاثر ہو کر اپنی بیٹی ذکیہ بیگم کا نکاح آپ سے کر دیا۔

شاہ جہاں بیگم کی تخت نشینی: سکندر جہاں بیگم کے انتقال کے بعد ۱۲۸۵ھ/۱۸۶۸ء کو شاہ جہاں بیگم تخت نشیں ہوئیں۔ اس دوران سید صدیق حسن خاں کو پہلے مدارس سلیمانیہ کا نگران، پھر امیر الانشائی کا عہدہ ملا۔ نواب شاہ جہاں بیگم کے شوہر نواب باقی محمد خاں کا انتقال ان کی تخت نشینی سے پہلے ہی ۱۲۸۴ھ/۱۸۶۷ء میں ہو چکا تھا۔

عقد ثانی: بیگم شاہ جہاں نے سید صدیق حسن خاں کی ذہانت، متانت اور فطانت کو دیکھ کر ۱ صفر ۱۲۸۸ھ/۸ مئی ۱۸۷۱ء کو ان سے نکاح کر لیا، اور سید صدیق حسن خاں، نواب والا جاہ، امیر الملک صدیق حسن خاں بھوپالی بن گئے۔

### تصنیفی خدمات:

نواب صاحب بہت بڑے عالم اور زیرک شخصیت کے مالک تھے، انھوں نے بھوپال کو ”بغداد الہند“ بنا دیا۔ خصوصاً شاہ جہاں بیگم سے عقد کے بعد ان کی تصنیفی و اصلاحی سرگرمیوں میں بہت زیادہ تیزی آگئی۔ انھوں نے توفیق الہی سے اپنا مال و زر دین اسلام کے احیاء کے لیے صرف کیا۔ اس سلسلے میں انھوں نے انتھک محنت کی اور خالص دین کی دعوت کو عام کیا۔ ان کی تصانیف تقریباً ۲۲۲ ہیں۔ برصغیر کی تقریباً ہر لائبریری میں ان کی کتب موجود ہیں۔<sup>1</sup>

### معارف ابن تیمیہ سے واقفیت:

نواب صدیق حسن خاں رحمہ اللہ کو معارف ابن تیمیہ سے واقفیت ان کے سفر حج کے دوران ہوئی، جب وہ ۱۲۸۵ھ میں سفر حج کے لیے تشریف لے گئے، تو وہاں دو شخصیات کے ذریعے کتب ابن تیمیہ سے واقفیت ہوئی۔

1. شیخ حمد بن علی بن محمد بن عتیق بن راشد (۱۳۰۶ھ) سے استفادہ کا موقع ملا۔ انھوں نے نواب صاحب کو امام ابن تیمیہ اور ابن القیم الجوزیہ کی کتب سے استفادہ کرنے کی رغبت دلائی۔ اس کا اظہار انھوں نے نواب صاحب کو تفصیلی مکتوب لکھتے ہوئے کیا۔ وہ اس مکتوب میں نواب صاحب کو بار بار ابن تیمیہ و ابن قیم کی کتب سے استفادہ کی تلقین کرتے ہیں، اہل بدعت کے رد کرنے کے لیے نواب صاحب کو مشورہ دیتے ہیں:

”فإن كنت حريصاً على ذلك فعليك بكتاب العقل والنقل والتسعينية لشيخ الإسلام ابن تيمية وكتاب الصواعق المرسله على الجهمية والمعتلة والجوش الإسلامية لابن القيم ونحوهن من كتبهما فإن فيها الهدى والشفاء“<sup>2</sup>

اگر آپ اہل بدعت کا رد کرنا چاہتے ہوں تو ضروری ہے کہ ابن تیمیہ کی ”العقل والنقل“ اور تسعینیہ پڑھو۔ مزید یہ کہ ابن قیم کی الصواعق المرسله اور الجوش الإسلامية پڑھو کیونکہ ان دونوں کتب میں ہدایت اور شفاء ہے۔

اس کے بعد شیخ حمد بن علی بہت سے دیگر مسائل مثلاً تاویل، تعارض اور فرق میں امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے موقف کو صحیح ترین قرار دیتے ہوئے اس کے حق میں دلائل دیتے ہیں اور ساتھ ساتھ نواب صاحب کو ان سے استفادہ کرنے کی تلقین کرتے جاتے ہیں۔ صفات الہیہ اور متکلمین کی تاویلوں کا ذکر کر کے نواب صاحب کو مشورہ دیتے ہیں:

”والكلام في ذلك معروف في كتب شيخ الإسلام وابن القيم فارجع الى ذلك“

اس کی تفصیل ابن تیمیہ اور ابن قیم کی کتب میں موجود ہے۔ سو ان کی طرف رجوع کریں۔

الحق یہ کہ سارا خط ابن تیمیہ و ابن قیم کی فضیلت کے اعتراف اور نواب صاحب کو ان کی کتب سے استفادہ کی بار بار تلقین پر مشتمل ہے۔<sup>3</sup>

سفر حج سے واپس ہندوستان آکر جب نواب صاحب نے ۱۲۸۹ھ میں ایک رسالہ بعنوان: قطف الثمر فی بیان عقیدۃ اہل الأثر لکھا تو شیخ حمد بن علی کی نصیحت پر عمل کرتے ہوئے اس رسالہ میں کتب ابن تیمیہ و ابن قیم سے خوب استفادہ کیا، اور اس رسالہ کے مقدمہ میں ابن تیمیہ و ابن قیم کی کتب کا ذکر بھی کیا ہے، لکھتے ہیں:

”وقد جمع طائفة من العلماء في هذا الباب مصنفات منها: كتاب العلو للذهبي وكتاب النزول لشيخ الإسلام ابن تيمية وكتاب الاستواء لابن القيم “والنونية“<sup>4</sup>، لہ

اس مسئلہ (صفات) میں علماء نے بہت سی کتب لکھی ہیں جن میں امام ذہبی کی کتاب العلو، ابن تیمیہ کی کتاب النزول، اور ابن قیم کی کتاب الاستواء اور النونية ہیں۔

2. سفر حج کے دوران دو ہفتہ قیام کا موقع ملا، وہاں انھوں نے حسین بن محسن حدیدی (م ۱۳۲۷ھ) جو کہ یمنی محدث تھے، ان سے بعض کتب خریدیں جن میں ابن تیمیہ کی ”إقتضاء الصراط المستقیم“ بھی تھی۔ پھر جب مناسک حج سے فارغ ہو گئے تو مکہ مکرمہ میں قیام فرمایا اور وہاں ابن تیمیہ کی ”السیاسة الشرعية“ دیکھی تو اس قدر متاثر ہوئے کہ پوری کتاب اپنے ہاتھ سے نسخ (نقل کی)۔<sup>5</sup>

کتب کے موضوعات کی مناسبت:

نواب صاحب نے مذکورہ بالا دونوں کتب کی اشاعت کے لیے مسابقت سے کام لیا اور ”إقتضاء الصراط المستقیم“ کو اپنی کتاب ”الدين الخالص“ اور ”السیاسة الشرعية“ کو اپنی تصنیف ”ظفر اللاضی“ کے ساتھ شائع کیا۔ اس سے پہلے یہ دونوں کتب شائع نہیں ہوئی تھیں۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ ابن تیمیہ اور نواب صدیق حسن خاں کی مذکورہ ہر دو کتب کا موضوع بھی ایک ہے۔ ”إقتضاء الصراط المستقیم“ اور ”الدين الخالص“ کا موضوع توحید اور ”السیاسة الشرعية“ اور ”ظفر اللاضی“ کا موضوع سیاست ہے۔ نواب صاحب نے دونوں کتب کی تصنیف میں ابن تیمیہ کی ان دونوں کتب سے بھرپور استفادہ کیا ہے۔<sup>6</sup>

سیرت و افکار لکھنے میں مسابقت:

نواب سید صدیق حسن خاں وہ شخصیت ہیں کہ جنہوں نے سب سے پہلے برصغیر میں امام ابن تیمیہ کی سوانح و افکار کو علمی حلقوں میں متعارف کروایا، ان کی بہت سی تصانیف میں ابن تیمیہ کا تفصیلی تعارف اور ان کے اصلاحی و تجدیدی کارناموں کو خارج تحسین پیش کیا گیا ہے۔ ان کی جن کتب میں باقاعدہ ابن تیمیہ کا تعارف اور افکار کا تذکرہ ہے، وہ مندرجہ ذیل ہیں:

1. إتحاف النبلاء المتقين لإحياء آثار الفقهاء والمحدثين (فارسی)

2. تقصار جیود الاحرار من تذکار جنود الأبرار (فارسی)

3. التاج المکمل من جواهر مآثر الطراز الآخر والأول (عربی)

4. حجاج الکرامة فی آثار القيامة (فارسی)

5. هداية السائل إلى أدلة المسائل (فارسی)

6. أبجد العلوم (عربی)

ان تمام کتب میں نواب صدیق حسن خاں نے جہاں کہیں بھی ابن تیمیہ کا تذکرہ کیا ہے، ہر مقام پر ان کا تفصیلی تعارف اور ان کے کارناموں کا ذکر کیا ہے، ان کتب سے ابن تیمیہ کی سیرت اور افکار کو جمع کیا جائے تو یہ مستقل کتاب بن سکتی ہے۔ خصوصاً ان کی

”ابجد العلوم“ اور الناج المکمل“ جو کہ بزبان عربی ہیں، بڑی تفصیل سے امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا تعارف کروایا گیا ہے۔ یہاں ان دونوں کتب میں سے امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ پر لکھی گئی مباحث کا مختصر آجائزہ پیش کیا جاتا ہے:

### ابجد العلوم میں ابن تیمیہ کا تذکرہ:

اس کتاب میں نواب صاحب نے ابن تیمیہ کا ذکر ”مبحث حفاظ الاسلام“ کے تحت کیا ہے، برصغیر میں ابن تیمیہ کے تعارف میں لکھی جانے والی یہ پہلی تحریر تھی۔<sup>7</sup> یہ تحریر تقریباً آٹھ صفحات<sup>8</sup> پر مشتمل ہے۔ اس میں ابن تیمیہ کا نام و نسب، ولادت، خاندان کی دمشق ہجرت اور حصول علم کا ذکر کرنے کے بعد کم عمری میں ان کی علوم و فنون میں مہارت کو نمایاں کیا گیا ہے، تفسیر و حدیث کے استحضار اور ان کی سرعت تحریر کی تعریف کی ہے۔ اس کے بعد ان کے بارے میں علمائے معاصرین کے تعریفی کلمات کو بالتفصیل بیان کیا ہے، ابن تیمیہ کی تصانیف اور ان کے موضوعات پر بحث کرتے ہوئے ان کی چند ایک کتب جو کہ رد شیعہ اور رد منطق پر ہیں ان کا تعارف پیش کیا ہے۔ اس کے بعد ابن تیمیہ کے مجتہد ہونے کی صراحت ہے، دعوت و جہاد میں ابن تیمیہ کے مقام و مرتبہ کو بیان کرتے ہوئے ان کی تاتاریوں کے خلاف کاوشوں کی تعریف کی ہے۔ اس دعوت و جہاد اور اصلاحی مساعی کے دوران ان کو جن مصائب سے دوچار ہونا پڑا اس حوالے سے ان کی قید و بند کی صعوبتوں کو بیان کیا ہے۔ پھر ان کے فضائل و مناقب کا مختصر تذکرہ ہے۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ سیرت ابن تیمیہ کے مصادر و مراجع کا ذکر تفصیل سے کیا ہے۔ نیز دفاع میں لکھی گئی کتب خاص طور پر ”الرد الوافر“ پر لکھی گئی تقاریر کا مفصل تعارف کروایا ہے۔ اس بحث کو پڑھ کر سیرت ابن تیمیہ سے متعلق اور ان کے کارناموں سے متعلق قاری کے ذہن میں مکمل خاکہ بن جاتا ہے اور وہ مزید شوق و ذوق سے معارف ابن تیمیہ کی تلاش شروع کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ اس سلسلے میں وہ ہر کسی کو کتب ابن تیمیہ کے مطالعہ کی نصیحت کرتے ہیں۔

### کتب ابن تیمیہ سے استفادہ کی تلقین:

نواب صاحب ابجد العلوم میں بہت سے مقامات پر مختلف علوم و فنون میں محققین کو ابن تیمیہ اور ابن قیم کی کتب سے استفادہ کی تلقین کرتے ہیں۔ بلکہ ان کے نزدیک جس شخص کے پاس ابن تیمیہ اور ابن قیم کی کتب موجود ہیں ان کو متقدمین متاخرین کی کتب کی ضرورت نہیں رہتی۔ اس سلسلے میں نواب صاحب لکھتے ہیں:

”من کانت عنده کتب ابن تیمیہ وابن القیم والأمیر الصنعانی والشوکانی لکفته سعادة دنیاہ و آخرتہ ولم یحتج بعد ذلک إلى تصنیف أحد من المتقدمین والمتاخرین“<sup>9</sup>

جس کسی کے پاس ابن تیمیہ، ابن قیم، امیر صنعانی اور امام شوکانی کی کتب موجود ہیں، یہ اس کی دنیا و آخرت کی سعادت مندی ہے اور ان کتب کے بعد اس کو متقدمین و متاخرین کی کتب کی ضرورت نہیں ہے۔

اس کے علاوہ کتب ابن تیمیہ سے استفادہ بے حد مفید اور کافی و ثنائی قرار دیتے ہیں۔ ابن تیمیہ کی ”الفرقان بین أولیاء الرحمن وأولیاء الشیطان“ کے متعلق فرماتے ہیں: ”سفر نافع جداً“ (یہ بڑی نفع بخش زاد رہے ہے)<sup>10</sup>

مزید یہ کہ مختلف علوم و فنون میں ابن تیمیہ کی کتب کی طرف رجوع کی رغبت دلاتے ہیں۔ چند مقامات مثال کے طور پر پیش کیے جاتے ہیں:

علم الکلام اور رد متکلمین کے سلسلہ میں فرماتے ہیں:

”الرد علی المتکلمین منها کتب شیخ الإسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ، و کتب تلمیذہ الحافظ ابن القیم... وقد من الله بثلک الکتب النافعة علی منّا کافیا، و کتبت قبل ذلک رسالة سميتها ”قصد السبیل إلی ذم الکلام والتاویل“ وهي نفیسة جداً“<sup>11</sup>

”متکلمین کے رد میں شیخ الإسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور ان کے شاگرد حافظ ابن القیم رحمہ اللہ کی کتب بہت مفید ہیں، اللہ تعالیٰ نے مجھ (نواب صدیق حسن) پر بہت احسان فرمایا کہ میں نے ان کتب سے کافی استفادہ کیا ہے اور (اسی نچ پر) ایک رسالہ ”قصد السبیل إلی ذم الکلام والتاویل“ میں نے تحریر کیا ہے جو کہ بہت نفیس و مفید ہے“

نواب صاحب کے اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کتب ابن تیمیہ سے والہانہ شغف رکھتے تھے اور وہ اپنی تصانیف میں ان سے بہت استفادہ کرتے تھے۔

**بحث اجتہاد و تقلید کے ضمن میں لکھتے ہیں:**

”ومن أراد تحقیق ذلک فعليه بکتب شیخنا (الإمام الشوکانی)، و کتب أئمة السنة مثل ابن تیمیہ و ابن الوزیر، و سید الأُمیر، و من حذا حذوهم“<sup>12</sup>

جو کوئی مسئلہ اجتہاد و تقلید میں خوب تحقیق کرنا چاہتا ہو وہ امام شوکانی، ابن تیمیہ اور ابن الوزیر کی کتب کا مطالعہ کیے بغیر نہیں چل سکتا۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ نواب صاحب کے نزدیک مسئلہ اجتہاد و تقلید میں کتب ابن تیمیہ و ابن قیم بنیادی مصادر میں شمار ہوتی ہیں۔ اب ان کی دوسری کتاب ”التاج المکمل“ (عربی) سے ابن تیمیہ کے تذکرے کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

**التاج المکمل میں ابن تیمیہ کا تذکرہ:**

اس کتاب کا موضوع ”تذکرہ علمائے محققین“ ہے۔ یہ نواب صدیق حسن خاں کی بڑی شاہکار کتاب ہے۔ اس میں ابن تیمیہ کا تعارف ”ابجد العلوم“ کی نسبت ذرا تفصیل سے ہے اور تقریباً دس صفحات پر مشتمل ہے۔<sup>13</sup> اس کتاب میں شیخ الاسلام کے سوانح اور افکار کا تذکرہ نہایت جامعیت کے ساتھ کیا گیا ہے۔

ابتدا میں ابن تیمیہ کے متعلق امام شوکانی، ابن فضل اللہ عمری، ابن رجب اور ابن حجر رحمہم اللہ کے اقوال نقل کیے ہیں کہ سب نے ان کو مجتہد، امام، فقیہ، محدث، مفسر اور منقول و معقول میں مہارت رکھنے والا قرار دیا ہے۔

اس کے بعد ابن تیمیہ کا حلیہ اس انداز سے ذکر کرتے ہیں کہ قاری کے ذہن میں ان کی شکل و صورت کا ایک عمدہ نقش ثبت ہو جاتا ہے۔ پھر ابن تیمیہ کی سیرت و افکار پر مصادر و مراجع کو بالتفصیل ذکر کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نواب صاحب معارف ابن تیمیہ سے متعلق خوب مہارت رکھتے ہیں۔ اس سلسلے میں امام ذہبی کی کتب سے ابن تیمیہ کا تعارف، ان کے فضائل و مناقب تفصیلاً مذکور ہیں۔ اس تذکرے میں ابن تیمیہ کے مخالفین اور معترضین کا احاطہ بھی ہے اور مخالفین سے متعلق امام شوکانی اور خود ان کی اپنی رائے کا اظہار بھی۔ ابن تیمیہ کی جہادی مساعی اور دعوتی سرگرمیوں اور علمی کارناموں کو بیان کرنے کے بعد ان کی وفات اور جنازے کا نقشہ بزبان ابن رجب کھینچا گیا ہے۔

## تفردات ابن تیمیہ کا احاطہ:

نواب صاحب تفردات ابن تیمیہ سے بخوبی واقف تھے، تبھی تو انھوں نے تفصیلاً ان کا ذکر کیا ہے، اور ان مسائل کا احاطہ کر کے تفردات ابن تیمیہ کی ایک فہرست دے دی ہے۔ اس کے بعد اپنی رائے بھی بیان کر دی ہے۔ فرماتے ہیں:

”قلت: وهذه المسائل غالبها مبرهنة في مواضعها بالأدلة الصحيحة الدالة عليها، وقد ذهب إليها ذاهبون من أهل العلم قديماً وحديثاً“<sup>14</sup>

”میرے نزدیک یہ مسائل ادلہ صحیحہ سے لیے گئے ہیں اور قدیم و جدید اہل علم کی آراء کے مماثل ہیں“

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے متعلق نواب صاحب کی رائے:

ابن تیمیہ سے متعلق اپنی رائے ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”أنا لأعلم بعد ابن حزم مثله“<sup>15</sup>

”ابن حزم کے بعد ابن تیمیہ جیسا کوئی نہیں“

اس سے معلوم ہوا کہ ابن تیمیہ کا اور ابن حزم کا مقام ان کی نظر میں بہت بلند تھا، گو کہ وہ اس بیان میں ابن حزم کو ابن تیمیہ پر ترجیح دیتے ہیں لیکن اس کے بعد ابن تیمیہ کو سب پر ترجیح دیتے ہیں:

## امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا دفاع:

وہ امام ابن تیمیہ کے مخالفین کا خوب محاکمہ کرتے ہیں اور ان کی مخالفت کو محض جہالت پر مبنی قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

”أقول وهذا الإنكار منهم عليه إنكار جاهل على عالم والمرء عدو لما جهل، والذي تفرد به شيخ الإسلام في بعض المسائل قد أثبتته جماعة من أهل العلم بالأدلة الصحيحة المحكمة الثابتة.“<sup>16</sup>

”میں کہتا ہوں کہ (فقہاء کا مسائل میں ابن تیمیہ کا) انکار کرنا ایسا ہے جیسا کہ کوئی جاہل کسی عالم کا انکار کرے، اور انسان ہمیشہ اس کا دشمن ہی ہوتا ہے، جس کے متعلق خوب جانتا ہے اور جو مسائل ابن تیمیہ کے تفردات ہیں ان کو اہل علم نے ادلہ صحیحہ سے صحیح ثابت کیا ہے“

اس کے علاوہ نواب صاحب نے ابن تیمیہ کے دفاع میں لکھی گئی بعض کتب بھی شائع کروائیں جن کے نام یہ ہیں:

1. الرد الوافر على من زعم أن من سمي ابن تيمية شيخ الاسلام كافرا ناصر الدين دمشقي
2. جلاء العينين في المحاكمة بين الأحمدين از نعمان بن محمود آلوسي (١٣١٨)
3. القول الجلي في ترجمة الشيخ تقي الدين ابن تيمية الحنبلي از محمد بن أحمد بخاري نابلسي (١٢٠٠هـ)

## کتب ابن تیمیہ کی اشاعت:

نواب صاحب نے کتب و معارف ابن تیمیہ کی اشاعت میں خصوصی دلچسپی لی وہ کتب ابن تیمیہ سے بے حد ذوق رکھتے تھے۔ اس لیے انھوں نے مندرجہ ذیل کتب شائع کروائیں۔

1. کتاب النزول
2. شرح دعاء ذی النون
3. مناسک حج والعمرة
4. رسالة في بيان الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر
5. رسالة في الطبقات
6. السياسة الشرعية في إصلاح الراعي والرعية
7. الفرقان بين أولياء الرحمن وأولياء الشيطان
8. إقتضاء الصراط المستقيم في مخالفة أصحاب الجحيم
9. رسالة الاستواء
10. العقيدة الواسطية
11. القاعدة التدمرية
12. رسالة في الرد على مدعى الجبر على لسان الاشعرية
13. قاعدة في التوحيد والإخلاص
14. رسالة امر ونهي وقضا وقدر
15. رسالة في حقيقة الكلام الإلهي
16. رسالة في بيان بياض الوجه وسوادها يوم القيامة
17. قاعدة حموية
18. رسالة في أن القرآن حرف وصوت
19. رسالة في العرش
20. رسالة في بيان علم الشيخين وعلى المرتضى
21. رسالة في حكم الشطرنج
22. رسالة في حكم حمام النساء
23. رسالة في بيان إقامة الحد على ترك الصلوة.<sup>17</sup>

ان کتب کے علاوہ نواب صاحب نے پہلی مرتبہ ”الفتاویٰ الحمویہ“ کو اردو میں ترجمہ کے ساتھ مطبع محمدی سے ۱۲۹۱ھ میں شائع کروایا۔ اس کے ساتھ ساتھ ابن تیمیہ کے بعض رسائل اور فتاویٰ رائج الوقت فارسی زبان میں تراجم و تلخیصات کر کے شائع کیے، نیز اردو میں بھی تراجم کروائے۔<sup>18</sup>



## ابن تیمیہ کی تحسین و تعریف:

نواب صاحب نے امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کو ساتویں صدی ہجری کا مجدد قرار دیا اور اس کا اظہار انھوں نے اپنی بے شمار تصنیفات میں کیا ہے۔ ان کی فارسی تصانیف مجددیت ابن تیمیہ اور ان کے تعارف و کارناموں سے بھری پڑی ہیں انھوں نے اپنی کتاب: ”إتحاف النبلاء المتقين لإحياء مآثر الفقهاء والمحدثين میں ابن تیمیہ کا تعارف جس تفصیل اور شاندار انداز میں کروایا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ نواب صاحب ابن تیمیہ کی مجددیت کے قائل تھے، اس کا اظہار وہ حج الکرامۃ میں ان الفاظ سے کرتے ہیں:

”ومجدد ایں مائتہ (ہفتم) شیخ الاسلام احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام ابن تیمیہ حرانی وحافظ ابو بکر محمد بن القیم الجوزی ست و تجدید ایں ہر دو بزرگوار کاری کرو کہ مثل آن از سلف وخلف معصود نیست کتب و دفاتر اسلام و توارخ و سیر از احوال ایشان مشحون ست۔“<sup>19</sup>

”ابن تیمیہ وابن قیم رحمہما اللہ ساتویں صدی کے عظیم مجددین ہیں، ان دونوں کی سی تجدید سلف وخلف میں سے کسی نے نہیں کی، تاریخ و سیرت اور دیگر کتب اسلام ان دونوں کے حالات و (کارناموں) سے بھرپور ہیں“

ایک اور مقام پر ابن تیمیہ کو یوں خراج عقیدت پیش کرتے ہیں:

”در سلوک شانے عظیم داشت، حکایات و کرامات و روایات و برکات او بیش از حصر است۔“<sup>20</sup>

”سلوک وزہد میں وہ عظیم الشان تھے، ان کی کرامات و برکات کو شمار نہیں کیا جاسکتا۔“

نواب صدیق حسن خاں نے ”ہدایۃ المسائل“ میں ابن تیمیہ کو مجتہد مطلق قرار دیا ہے اور ان کو رد بدعت اور انتصار سنت کی بنا پر تمام ائمہ مجتہدین پر فضیلت دی ہے۔<sup>21</sup>

## نواب صاحب کی اصلاحی و تجدیدی کاوشیں:

جس طرح امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنے عہد میں اصلاحی و تجدیدی کارنامے سرانجام دیے اور کتاب و سنت سے ماخوذ ایک ٹھوس منہج پیش کیا اسی طرح نواب صدیق حسن خاں رحمہ اللہ نے اصلاح و تجدید کے لیے کارنامے سرانجام دیے، جن میں سے چند کارنامے مندرجہ ذیل ہیں۔

1. نواب صاحب نے بھوپال میں قدم رنج فرماتے ہی سب سے پہلے تصنیف و تالیف کا کام شروع کیا۔ اس کام میں معاونت کے لیے ہر فن کے ماہر ۶۰ علماء کی ایک ٹیم بنائی اور ہر ایک کے ذمہ اس کے مذاق کے مطابق کام سونپے گئے۔ شاہ عبدالقیوم محدث بھوپالی (م ۱۲۹۸ھ)، حسین بن محسن انصاری خزر جی (م ۱۳۴۴ھ)، مولانا محمد بشیر سہسوانی (م ۱۳۲۶ھ) شیخ محمد مچلی شہری (م ۱۳۲۰ھ)، مولانا عبدالقیوم بڈھانوی (م ۱۲۹۹ھ) بن مولانا عبداللہ بڈھانوی (تلمیذ شاہ ولی اللہ) مولانا عنایت اللہ سندھی، مولانا محمد احسن بلگرامی اور مفتی یحییٰ بن ایوب پھلتی (م ۱۳۱۵ھ) جیسی نابغہ روزگار ہستیوں کو شامل کیا۔ کتب احادیث کے تراجم پر خصوصی توجہ دی گئی۔

2. محدث عصر شیخ حسین بن محسن الیہانی (م ۱۳۴۴ھ) کو بھوپال میں قیام کی دعوت دی، آپ کی تشریف آوری سے احیائے کتاب و سنت کو زبردست فروغ ہوا۔ اتباع سنت کی طرف لوگوں کی رغبت و رجحان بڑھا اور شرک و بدعات کا استیصال ہوا۔ آپ کی ذات اشاعت حدیث اور معارف سنت کا مرکز بن گئی۔ پورے ہندوستان کے گوشے گوشے سے تشنگان علوم احادیث کا

- ہجوم ہو گیا اور علم حدیث کا ایسا چرچا ہوا کہ ہندوستان یمن کا ہمسر بن گیا۔ ہندوستان میں اشاعت حدیث کے تعلق سے نواب صاحب علیہ الرحمہ کی ان مساعی جلیلہ کو بھلایا نہیں جاسکتا۔
3. وہ کتب احادیث جو بیش بہا ہونے کے ساتھ نایاب ہو چکی تھیں، عرب و عجم سے گراں بہا قیمت پر حاصل کر کے مصر، بیروت اور ہندوستان کے مختلف چھاپہ خانوں میں لاکھوں روپے کی لاگت سے چھپوا کر فی سبیل اللہ مفت تقسیم کیں۔ بیرون ملک کے چھاپہ خانوں میں طباعت کے لیے مستقل اپنے عمال رکھ چھوڑے تھے جو دن رات نواب صاحب کی کتب چھپواتے رہتے تھے۔
4. فتح الباری کا قلمی نسخہ چھ سو روپے میں خریدا اور ہزاروں کی لاگت سے چھپوا کر مفت تقسیم کروایا۔ نیل الاوطار (للشوکانی) کو پچیس ہزار اور تفسیر ابن کثیر مع فتح البیان فی مقاصد القرآن کی طباعت پر بیس ہزار کی خطیر رقم خرچ کر کے مفت تقسیم کرایا۔
5. کتب احادیث کی طباعت اور مفت تقسیم کے لیے آٹھ سرکاری پریس دن رات کتب احادیث کی چھپائی میں مصروف رہتے تھے۔ ان مشینوں کو زر کثیر خرچ کر کے صرف اسی خدمت کے لیے وقف کر دیا۔
6. کتب احادیث کی دوسری زبانوں میں ترجمہ کرنے کے لیے باصلاحیت علماء کی خدمات حاصل کیں۔ اس کے لیے ۶۰ علماء و فضلاء پر مشتمل ایک ٹیم موجود رہتی تھی۔ علامہ وحید الزمان (م ۱۳۳۸ھ) اور بدیع الزمان حیدر آبادی (م ۱۳۰۴ھ) دونوں بھائیوں کے وظائف مقرر کر کے ان سے صحاح ستہ کا اردو میں ترجمہ کروایا۔ پھر لاکھوں روپے خرچ کر کے شایان شان ان کی طباعت اور اشاعت کا اہتمام کیا۔ آج کل صحاح ستہ کا جو اردو ترجمہ ہے، یہ نواب صاحب ہی کے دور میں ان ہی دونوں برادران کا کیا ہوا ہے۔
7. نواب صاحب علیہ الرحمہ کی ترویج و اشاعت حدیث کی یہ انوکھی تدبیر دیکھیے۔ آپ نے اعلان فرمایا کہ صحیح بخاری حفظ کر لینے پر ایک ہزار روپے اور بلوغ المرآہ پر ایک صد روپے انعام سے نوازا جائے گا۔ جن حضرات نے اس سعادت میں حصہ لیا ان میں سے صرف دو کے نام معلوم ہو سکے ہیں۔ ان میں ایک بزرگ مولوی حکیم عبدالوہاب ناپینا دہلوی (م ۱۳۳۸ھ/۱۹۲۰ء) اور دوسرے مولانا عبدالنواب غزنوی علی گڑھی تھے۔ مولانا عبدالنواب صاحب (م ۱۹۱۲ء) ان دونوں مولانا حمید اللہ میرٹھی صاحب (م ۱۹۱۲ء) کے مدرسہ دارالحدیث مطلع العلوم خندق میرٹھ میں پڑھتے تھے۔ آپ نے حفظ صحیح بخاری کا التزام کیا تو نواب صاحب کو اطلاع نامہ بھیجا۔ نواب صاحب نے خوش ہو کر جواب دیا کہ اس انعامی رقم کے علاوہ حفظ کی مدت اختتام تک تین سو روپے ماہوار وظیفہ بھی دیا جائے گا۔ مگر اس اعلان کے پندرہ یوم بعد نواب صاحب نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ (اللھم اغفرلہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ) یقیناً بیگم نواب صاحب شاہ جہاں زوجہ نے ایفائے عہد نبھایا ہو گا، اگر ان دونوں طالب علم نے اپنا وعدہ وفا کیا ہو گا۔
8. آٹھ سرکاری و غیر سرکاری علمی و ادبی و ثقافتی رسائل کا اجرا کیا، جس سے عوام الناس کے اندر شعور و آگہی پیدا ہوئی اور اس طرح مطالعہ کتب کی طرف رجحان بڑھا۔
9. بیگم نواب سلطان جہاں نے بھی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ اور دیوبند کے مدرسہ کے لیے وظیفہ جاری کیا۔ اس طرح کے مستقل وظائف ہندوستان بھر میں بہت سارے اداروں اور علماء کو برابر ملتے رہے۔ ڈاکٹر علامہ اقبال کو پانچ صد کا وظیفہ تاحیات مقرر فرمایا۔ وظیفہ خواروں میں بہت سارے علماء کے نام آتے ہیں۔ حفیظ جالندھری مرحوم مؤلف شاہ نامہ اسلام

بھی اسی صف میں شامل ہیں۔

10. علامہ شبلی نعمانی (م ۱۳۳۲ھ) نے اپنی مشہور تالیف سیرۃ النبی کی تکمیل کے لیے مالی تعاون کی اپیل کی تو انھیں توقع سے بھی زیادہ تعاون دیا۔ مصارف کا تخمینہ اندازہ سے زیادہ بڑھ گیا تو اسے بھی ادا کیا اور مولانا حمید الدین فراہی اور سید سلیمان ندوی (م ۱۳۷۲ھ) کو دل جمعی سے کام کرنے کا حکم دیا۔ علامہ شبلی نعمانی نے شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا:

مصارف کی طرف سے مطمئن ہوں میں بہر صورت کہ ابر فیض سلطان جہاں بیگم زر افشاں ہے

غرض دو ہاتھ ہیں اس کام کے انجام میں شامل کہ جس میں اک گدا ئے بے نوا اور ایک سلطان ہے

نواب حمید اللہ مرحوم (شاہ جہاں بیگم کے نانی) سید سلیمان ندوی کو اپنی نانی کے انتقال کے بعد ایک ہزار مشاہرہ دیتے رہے۔

11. سیرت عائشہ، سیر الصحابہ، سیر الصحابیات کتب کی طباعت کے لیے پریس مشین خریدنے کے لیے سید ندوی کو تین ہزار روپے یک مشت عنایت کیے تاکہ جلد از جلد کتابیں چھپ کر منظر عام پر آسکیں۔

12. روم اور روس کے ہنگامہ جنگ کے دوران ترک بیواؤں اور یتیموں کے علاج و معالجہ کے لیے لاکھوں روپے سلطان عبدالحمید غازی سلطان ترکی کو دیے۔ جس کے صلہ میں سلطان نے ۱۲۹۶ھ میں نواب صاحب کو ”تمغہ مجیدی“ اور بیگم نواب کو ”تمغہ شفقت“ سے نوازا۔ نواب صاحب پورے ہندوستان اور خاص کر بھوپال اور مضافات میں بیواؤں، مسکینوں، یتیموں کے علاوہ دیگر دینی، رفائی اور سماجی کاموں میں کتنی دولت خرچ کرتے تھے، واللہ اعلم۔

13. نواب والا جاہ کی اپنی تصنیفات و تالیفات کی تعداد ۲۲۲ ہے، جن میں بہت سی کتب کئی جلدوں میں ہزاروں صفحات پر مشتمل ہیں۔ ان کتب کی طباعت و اشاعت پر لاکھوں بلکہ کروڑوں روپے خرچ کیے۔ پھر ان کے دوسرے ایڈیشن بھی چھپے ہوں گے جن کے خرچ الگ ہیں۔ یہ کتابیں صرف ہندوستان ہی میں نہیں بلکہ تمام ممالک عرب و عجم میں بھی تقسیم ہوئیں۔ بیرونی ممالک میں بھیجے کا دستور یہ تھا کہ ان شہروں میں وکیل مقرر تھے، جنہیں نواب صاحب کتابوں کے نسخے بھیجتے اور وہ اہل علم حضرات کی خدمت میں پیش کرتے رہے۔

14. نواب صاحب نے اپنے عہد میں مدرسے قائم کر رکھے تھے، جن کی کفالت اور نگرانی وہ خود کرتے تھے۔

(الف)۔ مدرسہ بلقیسی: اس میں ملک کے یتیم اور لاوارث بچے پرورش پاتے اور علم حاصل کرتے تھے۔

(ب)۔ مدرسہ سلیمانیہ: اس مدرسہ میں مولوی، عالم، فاضل، مفتی، منشی اور قابل تک تعلیم ہوتی تھی۔ پاس ہونے والے طلبا کو ماہانہ مشاہرہ ملتا تھا۔ ریاست کے رواج کے مطابق ہندی کے بھی درجات اور مشاہرے تھے۔

(ج)۔ ان کے علاوہ اور مدرسے ”مدرسہ جہانگیری“ اور ”مدرسہ صدیقی“ بھی تھے۔

15. مدارس و مکاتب کے ساتھ کتب خانے بھی قائم تھے:

۱۔ کتب خانہ فیض عام ۲۔ کتب خانہ مدرسہ جہانگیری ۳۔ کتب خانہ سرکاری ۴۔ کتب خانہ والا جاہی۔

اس کتب خانہ میں کیسی کیسی نادر و نایاب کتب ہوں گی۔ نواب صاحب کے شوق مطالعہ اور جذبہ ترویج کتاب و سنت سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

16. جو لوگ قبروں پر جاربوب کش تھے، انھیں مساجد میں اسی فریضہ پر لگا دیا اور مقابر کے مجاوروں کو مساجد کا پیش امام مقرر فرما دیا اور وظائف کی بھی کمی نہ فرمائی۔ اس طرح قبر پرستی سے لوگوں کو نجات دلائی۔<sup>22</sup>

نواب صاحب نے اپنی پوری زندگی سنت کی پیروی میں گزاری اور ایک ایک لمحہ سنت کی ترویج و اشاعت اور اس کے فروغ کے لیے وقف کر دیا۔ جس قدر اللہ تعالیٰ نے ان کو توفیق بخشی تھی اور مال و زر سے ان کو نوازا تھا اسی قدر انھوں نے اپنی صلاحیتیں دین اسلام کو خالص شکل میں پیش کرنے کے لیے وقف کر دیں۔ انھوں نے اپنی اصلاحی و تجدیدی مساعی میں فکر ابن تیمیہ سے بھرپور رہنمائی لی اور اس کے پھیلانے میں ہر وقت کمر بستہ رہے۔ اگر معارف ابن تیمیہ کی نشر و اشاعت اور ان کی ترویج کے لیے نواب صدیق حسن خاں کی مساعی جلیلہ کا احاطہ کیا جائے تو یہ مستقل ایک موضوع ہے۔ انھوں نے ساری زندگی معارف ابن تیمیہ کی ترویج کی۔ اس کا اعتراف مولانا غلام رسول مہر نے بایں الفاظ کیا ہے:

”نواب صدیق حسن خاں نے اپنی زندگی میں حضرت امام کی حقیقی حیثیت واضح کرنے کے لیے انتہائی کوششیں کیں۔“<sup>23</sup>

انہی کاوشوں کا نتیجہ ہے کہ آج برصغیر کے علمی حلقوں میں ابن تیمیہ محتاج تعارف نہیں۔

#### حواشی و حوالہ جات:

1 تعارف کے لیے ان کتب سے استفادہ کیا گیا ہے: (۱)۔ تراجم علمائے حدیث ہند، ملک ابوبیکلی امام خاں نوشہروی، مکتبہ اہل حدیث ٹرسٹ روڈ کراچی (۲)۔ نواب صدیق حسن خاں، ڈاکٹر رضیہ حامد، ناشر رضیہ حامد اصغر منزل بدھوارہ، بھوپال، اشاعت اول ۱۹۸۳ء (۳)۔ مائثر صدیقی، نواب محمد علی حسن خاں، ناول کشور لکھنؤ، ۱۹۲۵ء

2 قنوجی، محمد صدیق حسن خاں، نواب: قطف الثمر فی بیان عقیدۃ اہل الاثر، تحقیق د. عاصم بن عبد اللہ القریوٹی، وكالة المطبوعات والنشر، مدینۃ المنورہ، الطبعة الاولى ۱۴۰۴ھ - ۱۹۸۴ء، ص ۱۴

3 عبد الرحمن بن عبد اللطیف بن عبد اللہ، الشیخ، آل شیخ: مشاہیر علماء نجد و غیر ہم، دار الیمامة، الطبعة الثانية ۱۳۹۳ھ، المملكة العربية السعودية، ص ۲۴۵ - ۲۵۴، نیز قطف الثمر فی بیان عقیدۃ اہل الاثر، ص ۱۳ - ۲۰ پر بھی پورا خط درج ہے۔

4 قطف الثمر فی بیان عقیدۃ اہل الاثر، ص ۵۲

5 مقبول احمد، صلاح الدین: دعوة شیخ الإسلام وأثرها على الحركات الإسلامية المعاصرة وموقف الخصوم منها: دار ابن الاثير، الكويت، الطبعة الثانية ۱۴۱۶ھ / ۱۹۹۶ء، ص ۳۵ / ۱

6 تفصیل کے لیے ملاحظہ ہوں ان کتب کی فہرست مضامین

7 دعوة شیخ الإسلام وأثرها على الحركات الإسلامية المعاصرة وموقف الخصوم منها، ص ۱۸۲ / ۱

8 قنوجی، صدیق بن حسن خاں، نواب: أبجد العلوم، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان، ص ۱۳۰ / ۳ - ۱۳۸

9 ایضاً: ص ۵۴ / ۳

10 ایضاً: ص ۵۴ / ۳

11 ایضاً: ص ۱۲۰ / ۱

12 ایضاً: ص ۳۵۹ / ۱

- <sup>13</sup> قنوجی، صدیق بن حسن خاں، التاج المکمل من جواهر مآثر الطراز الآخر والأول، مکتبہ دار السلام، الریاض، المملكة العربية السعودية، الطبعة الأولى ۱۴۱۶ھ-۱۹۹۵ء، ص ۲۹-۳۹
- <sup>14</sup> ایضاً، ص ۳۷
- <sup>15</sup> ایضاً: ص ۲۹
- <sup>16</sup> ایضاً، ص: ۳۵
- <sup>17</sup> تمام کتب کے نام ”سلسلة العسجد“ سے لیے گئے ہیں۔ دیکھیے: قنوجی، صدیق حسن خاں، نواب: سلسلة العسجد فی ذکر مشائخ السند، مطبع شاہ جہانی ۱۲۹۳ھ، ص: ۸۲، ۸۵، ۸۶، ۸۹، ۹۲.
- <sup>18</sup> فرویائی، عبدالرحمن بن عبد الجبار، ڈاکٹر: شیخ الإسلام ابن تیمیة علومہ و معارفہ ودعوته فی شبه القارة الهندية، مجلة البحوث الاسلامیة (سالانہ)، الریاض، ۱۴۰۵ھ، ص: ۴
- <sup>19</sup> قنوجی، صدیق حسن خاں، نواب، سید: حجج الکرامۃ فی آثار القیامۃ، مطبع شاہ جہانی، بھوپال ۱۲۹۱ھ، ص ۱۳۶-۱۳۷
- <sup>20</sup> قنوجی، صدیق حسن خاں، نواب، سید: تقصیر جیود الأحرار من تذکار جنود الأبرار، مطبع رئیس المطابع، شاہ جہانی، بھوپال، ص ۷۶
- <sup>21</sup> دیکھیے: قنوجی، صدیق حسن خاں، نواب، سید، ہدایۃ السائل إلى أدلة المسائل، مطبع رئیس المطابع، شاہ جہانی، بھوپال ۱۲۹۲ھ، ص ۱۱۵-۱۱۶، ۲۸۲
- <sup>22</sup> خلاصہ ماخوذ از نواب صدیق حسن خاں، تالیف ڈاکٹر ضیہ حاد
- <sup>23</sup> مہر، غلام رسول، مولانا: سیرت امام ابن تیمیہ، ادارہ دعوت الاسلام، مومن پورہ بمبئی نمبر ۱۱، ۱۹۸۲ء، ص ۶۵